مسلسل اشاعت کے 80 سال

nawaiwaqt.com.pk
editor@nawaiwaqt.com.pk
@nawaiwaqt_ fb.com/nawaiwaqt

DAILY
NAWA-I-WAQT
KARACHI

روزنامہ
نوائے وقت
بانی حمید نظامی مرحوم
معمار مجید نظامی مرحوم
ایڈیٹر رمیزہ مجید نظامی کراچی

لاہور، کراچی، راولپنڈی/اسلام آباد، ملتان اور کوئٹہ سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

جلد	پیر 24 صفر المظفر 1442ھ، 12 اکتوبر 2020ء، 27 اسوج 2077 ب	صفحات	رجسٹرڈ نمبر پی ایل	شمارہ
80	UAN 111-222-007 قیمت 20 روپے	10	102	004

برجان درویش

ڈاکٹر ایس ایم معین قریشی

اور جو چیز انسانوں کو فائدہ پہنچاتی ہے……

تقریباً ایک سال قبل میں نے اخبار میں ایک خبر پڑھی کہ کراچی سینٹرل جیل میں ایک قیدی پانچ ہزار روپے جرمانہ ادا نہ کرسکنے کے باعث کئی ماہ کی سزا کاٹ رہا ہے۔ خبر میں اس کے جرم کا ذکر نہ تھا لیکن یقیناً کوئی معمولی نوعیت کا ہوگا جس کا اندازہ جرمانے کی رقم سے لگایا جاسکتا تھا۔ میں نے اسی روز اپنے بڑے بیٹے کو پانچ ہزار روپے دے کر ایک معروف فلاحی تنظیم کے دفتر میں بھیجا تاکہ اس کے توسط سے جرمانے کی رقم کی ادائیگی پر قیدی کو رہا کروایا جائے۔ بیٹے نے مجھے تنظیم کے دفتر سے فون کرکے بتایا کہ اس کا تو بہت لمبا چوڑا طریق کار ہے۔ اسے خود (تنظیم کے نمائندے کے ہمراہ) جیل اور عدالت کے چکر لگانے ہوں گے۔ کئی جگہ "خیر اندیش" کی حیثیت سے دستخط کرنے ہوں گے، اپنی مکمل شناخت کا ریکارڈ عدالت اور جیل حکام کو فراہم کرنا ہوگا وغیرہ۔ دوسرا آسان طریقہ یہ ہے کہ پانچ ہزار روپے کی رقم مع دو ہزار روپے بطور "سروس چارجز" تنظیم کے نام جمع کرادی جائے۔ تمام کارروائی تنظیم خود کرکے ہمیں مطلع کردے گی۔ سب کچھ ظاہر ہے، اضافی دو ہزار سے اتنی جھنجھٹ دور ہورہی تھی لہٰذا میرے بیٹے نے سات ہزار روپے جمع کرکے رسید حاصل کرلی۔ اس کے بعد ان روپوں کا کیا ہوا اس بے بس قیدی کا کیا ہوا ہمیں آج تک اس کا کچھ علم نہیں۔ گذشتہ دنوں مجھے اپنے ایک دوست ڈاکٹر انعام الحق جاوید صاحب کی طرف سے وفاقی محتسب کے بارے میں کچھ تحریری مواد موصول ہوا جسے پڑھ کر میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ڈاکٹر انعام الحق جاوید کو میں ایک مقبول شاعر، ادیب اور دانشور کی حیثیت سے جانتا ہوں۔ اب یہ معلوم ہوا کہ وہ اس قومی ادارے سے بحیثیت میڈیا کنسلٹنٹ اور ایڈوائزر/کمشنر شکایات برائے بیرون ملک پاکستانی وابستہ ہوگئے ہیں۔ ان کے بھیجے ہوئے تعارفی لٹریچر کے ذریعے یہ بات میرے علم میں آئی کہ وفاقی محتسب کا ادارہ (عوام کو دیگر متعدد خدمات کی فراہمی کے علاوہ) مخیر حضرات کے تعاون سے نادار قیدیوں کا جرمانہ ادا کرکے ان کی رہائی کو بھی ممکن بناتا ہے۔ یہ پڑھ کر مجھے اپنی پچھلے سال کی پُرخلوص مدد کے بارے میں وسوسوں نے گھیر لیا۔ میں جوں جوں وفاقی محتسب کے دائرہ کار کے بارے میں پڑھتا گیا میری حیرانی میں اضافہ ہوتا رہا۔ مختصراً یہ سمجھیے کہ وفاقی حکومت کے مختلف اداروں کے ہاتھوں ستائے ہوئے شہریوں کی شنوائی مدد اس ادارے کا Mandate (فرضِ منصبی) ہے۔ عموماً اس مقصد کے لیے عدالتیں مؤثر ترین ذریعہ سمجھی جاتی ہیں (اس میں کوئی شک بھی نہیں) لیکن عدالتوں کے برعکس وفاقی محتسب کے پاس شکایت درج کرانے کے لیے کسی وکیل، ضمانت، کورٹ فیس، سروس چارجز وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ یہاں شہریوں کی رسائی براہ راست ہے۔ آپ آن لائن، ای میل، واٹس ایپ، ڈاک، فیکس یا [illegible] طور ہوتی ہے۔ عدالتوں میں مقدمات کے فیصلوں کی کوئی مدت متعین نہیں لیکن وفاقی محتسب تمام شکایات کے فیصلے مقررہ ساٹھ دن کی مدت میں کرنے کے پابند ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ادارہ جلد اور سستے انصاف کی فراہمی کا انتہائی مؤثر آلہ ہے۔ یہ جو کام کررہا ہے، نظر آتا ہے۔ 1983ء میں اپنے قیام کے بعد سے اب تک یہ ادارہ دس لاکھ پچاس ہزار شکایات پر فیصلے کرچکا ہے۔ زیادہ لائق ستائش بات یہ ہے کہ ان کے 97 فی صد فیصلوں پر عمل درآمد بھی ہوا۔ سمندر پار پاکستانیوں کے معاملات کے فوری حل کی خاطر وفاقی محتسب نے ایک "شکایات کمشنر" مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں، ملک کے آٹھ بین الاقوامی ہوائی اڈوں پر "ون ونڈو ڈیسک" قائم کیے ہیں جہاں بارہ سرکاری اداروں کے نمائندے چوبیس گھنٹے موجود رہتے ہیں تاکہ مسافروں کی شکایات پر کارروائی ایک چھت کے نیچے ہوسکے۔ یہی نہیں وفاقی محتسب سیکرٹریٹ میں بیرون ملک پاکستانیوں کی شکایات آن لائن بھی سنی جارہی ہیں۔ یوں وفاقی محتسب کا ادارہ اہل وطن کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ پاکستان کا عام شہری غریب ہے۔ وہ بے وسیلہ نہیں تو کم وسیلہ ضرور ہے۔ یہ ادارہ ان کا سب سے بڑا وسیلہ بن چکا ہے۔ اس کا کام محض شکایات کا ازالہ نہیں بلکہ یہ شکایات کی اصل وجوہ کے تدارک کے لیے بھی مصروف عمل ہے یعنی نظام کی خامیوں، کمزوریوں اور اداروں پر بھی اس کی نظر ہے۔ ان معاملات کی نشاندہی اور ان کی بیخ کنی کے طریقہ کار کی اصلاح کے بغیر شکایت کی جگہ شکایت ابھرتی رہے گی، نااہلی، بدانتظامی اور بدعنوانی کے ناسور پلتے رہیں گے اور شہری اس شعر کی تصویر بنے رہیں گے

علاج دردِ دل تم سے مسیحا ہو نہیں سکتا
تم اچھا کر نہیں سکتے، میں اچھا ہو نہیں سکتا
(مضطر خیر آبادی)

ایک اہم بات موصول شدہ دستاویزات سے یہ معلوم ہوئی کہ وفاقی محتسب کا ادارہ بچوں کے مسائل حل کرنے کا بھی ایک بہترین فورم ہے۔ پاکستان میں اس وقت تقریباً ساڑھے دس کروڑ بچے ہیں۔ وفاقی محتسب نے ان کے حقوق اور مسائل جاننے کی غرض سے ایک نیشنل چلڈرن کمیٹی قائم کی ہے جس کے سربراہ معروف قانون دان جناب ایس ایم ظفر ہیں اور جس میں ارکان پارلیمنٹ، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور غیر سرکاری تنظیموں کے نمائندوں کے علاوہ ممتاز سماجی شخصیات شامل ہیں۔ اس کمیٹی نے اہل خیر کے تعاون سے لاہور کی کوٹ لکھپت جیل میں قیدی بچوں کے لیے پہلا "سوفٹ ہوم" قائم کیا ہے تاکہ انھیں کھلے ماحول میں تعلیم و تربیت اور صحت کی بنیادی سہولتیں فراہم کی جاسکیں۔ یہ ایک بہت نیکی کا کام ہے اور اس کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے کیوں کہ بہت سے معصوم بچے اپنی قیدی ماؤں کے ساتھ جیل میں رہنے پر مجبور ہیں۔ میں نے ایک نظر وفاقی محتسب کی ششماہی کارکردگی (جنوری تا جون 2020ء) پر ڈالی تو یک گونہ خوشی ہوئی کہ ملک میں کوئی تو ادارہ ایسا ہے جسے شہری اپنا کہہ سکتے ہیں۔ سید طاہر شہباز کی سربراہی میں یہ ادارہ واقعی اپنے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے شبانہ روز کوشاں ہے۔ "Work speaks" (کام بولتا ہے) کی کہاوت اس پر سو فی صد صادق آتی ہے۔ کچھ عرصے قبل ایوان صدر میں "محتسبین کانفرنس" منعقد ہوئی جس میں سید طاہر شہباز صاحب نے بتایا کہ رواں سال کی پہلی ششماہی میں ادارے کو 47,285 شکایات موصول ہوئیں۔ ان میں سے 41,071 پر فیصلے ہوئے۔ یہ تناسب 85 فی صد سے زیادہ آتا ہے جو بہت حوصلہ افزا ہے۔ اس بریفنگ میں طاہر شہباز صاحب نے یہ بھی بتایا کہ ان کے دفتر کی کارکردگی کورونا وبا کی شدت کے دوران بھی متاثر نہیں ہوئی۔ وہ خود تمام علاقائی دفاتر کو ویڈیو لنک کے ذریعے شکایت کنندگان کو ریلیف فراہم کرنے کی ہدایات دیتے رہتے تھے اور مختلف معاملات پر پیش رفت رپورٹ سے خود کو باخبر رکھتے تھے۔ اب ایک پائلٹ پروجیکٹ تیار کیا گیا ہے جس کے ذریعے دور دراز علاقوں میں عوام کو ان کے گھر کی دہلیز پر انصاف فراہم کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت ادارے کے افسران تحصیل اور ضلعی ہیڈکوارٹرز میں جاکر شکایات وصول کرتے ہیں۔ ان شکایات پر مناسب چھان بین کے بعد زیادہ سے زیادہ 45 دن میں فیصلہ کردیا جاتا ہے۔ ان علاقوں میں کھلی کچہریاں بھی لگائی جاتی ہیں جن سے عام لوگ بھرپور فائدہ اٹھارہے ہیں۔ میں یہ جان کر بے حد خوش ہوا کہ بلوچستان کے علاقے خاران میں بھی وفاقی محتسب کا علاقائی دفتر حال ہی میں قائم کیا گیا ہے اور اب ایسے علاقائی دفاتر کی تعداد 14 ہوگئی ہے۔ شکایات کے فوری ازالے کے لیے وفاقی حکومت کے کئی اداروں کو وفاقی محتسب کے کمپیوٹرائزڈ نظام سے منسلک کیا جارہا ہے جب کہ [illegible] کیا جارہا ہے۔ اس طرح "وفاقی" [illegible] "ختم" کرنے میں مدد ملے گی۔ پاکستان جیسے ملک میں عوامی شکایات پر فوری کارروائی کا دعویٰ بظاہر ایک خام خیالی ہے لیکن وفاقی محتسب کی رپورٹ پڑھ کر اندازہ ہوا کہ All is not lost (سب کچھ ہی ختم نہیں ہوگیا ہے)۔ آج بھی کام کرنے والے لوگ اداروں میں موجود ہیں جنھیں شہریوں کی تکالیف کا احساس ہے اور وہ انھیں رفع کرنے کی پرخلوص کوشش کررہے ہیں۔ وفاقی محتسب کے کاغذات کے مطابق محتسب اور احتساب کا تصور حضرت عمرؓ کے دور میں شروع ہوا اور آپؓ ہی نے پہلا محتسب مقرر کیا۔ یہ درست ہے لیکن اگر وفاقی محتسب کے "فرائض منصبی" کی تہہ میں جائیں تو اس میں مظلوم کی داد رسی کا تصور کارفرما نظر آتا ہے جو اسلامی تعلیمات کی روح ہے۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ اپنی بعثت سے قبل مکہ کے نوجوانوں کی ایک تنظیم "حلف الفضول" میں شامل تھے جس کا کام مظلوموں کی حمایت کرنا اور انھیں "ریلیف" فراہم کرنا تھا۔ عہد نبوت میں بھی آپ ﷺ اس تنظیم سے وابستگی پر فخر کرتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی محتسب کے ذمے داران اپنے فرائض عبادت سمجھ کر ادا کریں تو یہ اس ارشادِ ربانی کے مفہوم کی مصداق ہوگا "اور جو (چیز) لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہے وہ زمین پر باقی رہتی ہے۔" (الرعد:17)